پاکستان میں معاشی استحکام کا لائحہ عمل: نبوی تعلیمات کی روشنی میں

A Roadmap for Economic Stability in Pakistan: In the Light of Prophetic Teachings

Hafiz Hassnain Ali
Lecturer
Dept. of Islamic studies, I L M Group of Colleges Gujrat
Email:hm0744241@gmail.com

Abstract

Islam represents a complete code of life and advocates a universal system of living, the perfect example of which is found in the blessed life of the Noble Messenger ﷺ. The life of the First Teacher ﷺ is sufficient guidance for every aspect of human existence whether related to social dealings, acts of worship, beliefs, customs, culture and civilization, or even the economic system. Undoubtedly, every principle can be derived from the life of the Beloved Prophet ﷺ.This research presents the intellectual, spiritual, and practical significance of the Prophetic teachings as a comprehensive framework that not only ensures balance and stability in human economic life but also leads the economy toward sustainable and long-term growth. This study undertakes an analytical examination of the constructive, positive, and multidimensional role of religion so that its real significance in promoting economic stability and development may be highlighted. The research is based on rigorous and contemporary methodological principles, including a multidimensional literature review, systematic and organized data collection, and critical analysis of primary and secondary sources. Its objective is to present "A Roadmap for Economic Stability in Pakistan: In the Light of Prophetic Teachings" as an effective and applicable intellectual and practical framework.In the light of the Prophetic teachings ﷺ, this study will make it clear that social justice, the encouragement of entrepreneurial activities, and adherence to honesty and ethical values in commercial dealings are the foundational pillars of economic stability. The research emphasizes the importance of these principles for policymakers and stakeholders, and future chapters will present recommendations that may help develop a transparent, just, and sustainable economic system.The study titled "A Roadmap for Economic Stability in Pakistan: In the Light of Prophetic Teachings" will demonstrate that adherence to Prophetic guidance can lead Pakistan toward equitable and sustainable economic stability.

Keywords: economy, culture, trade, research, economic system, Pakistan

انسان کی رشد و ہدایت کے لیے خالق کائنات لم یزل نے اپنے مقرب بندوں کو بھیجا جنہیں انبیاء و رسل کہا جاتا ہے اور ساتھ میں ان کو کتب سماویہ اور صحائف بھی عطا فرمائے تاکہ وہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکیں۔ ان تمام کتب اور صحائف کی تعلیمات کا نچوڑ اپنے کلام مجید میں جمع فرما کر اسے قیامت تک کے لیے ہدایت انسانیت کا لازوال سرچشمہ بنایا اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ رب کائنات نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو قرآن حکیم کی آیات اور احکام کی تشریح کے لیے مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو دین اسلام کی وہ کامل و جامع نعمت عطا فرمائی جس کے ساتھ سلسلہ ء نبوت ہمیشہ کے لیے اپنے عروج کمال پر مکمل کر دیا گیا۔

کسی بھی ریاست اور معاشرے کی بقا اور عظمت ایک مستحکم معیشت سے وابستہ ہے۔ معیشت اس وقت طاقتور اور مؤثر بنتی ہے جب حکمرانوں کی مالیاتی پالیسیاں دور اندیشی اور استحکام کا آئینہ دار ہوں، معاشرہ امن و سکون کی فضا سے مزین ہو، اور عدل اجتماعی کے ساتھ ساتھ ذمہ داریوں کی پاسداری کو اولین ترجیح دی جائے۔ یہی وہ اصول ہیں جو ایک قوم کو ترقی، وقار اور دائمی استحکام کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔

ریاست کے استحکام اور معیشت کے استحکام میں گہرا اور براہ راست تعلق پایا جاتا ہے۔ ایک مضبوط معیشت نہ صرف ٹیکسوں، فیسوں اور آمدنی کے دیگر ذرائع سے ریاست کے مالی وسائل میں اضافہ کرتی ہے بلکہ ان وسائل کو تعلیم، صحت، بنیادی ڈھانچے اور قومی سلامتی جیسے کلیدی شعبہ جات میں بروئے کار لا کر عوامی فلاح و بہبود کو بھی یقینی بناتی ہے۔ اس کے نتیجے میں شہریوں کے معیار زندگی میں بہتری، روزگار کے نئے مواقع کی فراہمی اور بے روزگاری میں کمی واقع ہوتی ہے۔ مزید برآں معاشی استحکام ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ کر کے صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے، جو بالآخر اقتصادی ترقی کی رفتار کو تیز کرتا ہے۔ تاہم اس عمل کی پائیداری کے لیے سیاسی استحکام ناگزیر ہیں کیونکہ سیاسی ہم آہنگی اور سماجی سکون بد اعتمادی، بے یقینی اور انتشار کے خطرات کو کم کرتے ہیں، اور یوں ایک ایسا پر امن ماحول فراہم کرتے ہیں جو معاشی ترقی اور ریاستی استحکام دونوں کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ اور ارشادات مبارکہ کے ذریعہ انسانیت کو زندگی کے ہر شعبے میں روشن راہیں دکھائیں ہیں۔ اسی رہنمائی کی روشنی میں اس مقالے میں **"پاکستان میں معاشی استحکام کا لائحہ عمل: نبوی تعلیمات کا جائزہ"** لیں گے، اور یہ دیکھیں گے کہ تعلیمات نبوی ﷺ کو سامنے رکھ کر کس طرح ایسی جامع حکمت عملی مرتب کی جاسکتی ہے جو ہمارے وطن عزیز ملک پاکستان کو معاشی استحکام، ترقی اور خوشحالی کی منزل تک پہنچادے۔ زیر نظر سطروں میں معاشی استحکام کا مفہوم، پاکستان کی معیشت کے تاریخی پس منظر، موجودہ صورت حال اور معاشی استحکام کے لائحہ عمل کو نبوی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

معاشی استحکام کا مفہوم

معاشی استحکام سے مراد معیشت کی وہ پائیدار اور متوازن کیفیت ہے جس میں اقتصادی ترقی کی شرح، روزگار کے مواقع اور قیمتوں کا توازن مستقل بنیادوں پر برقرار رہے۔ یہ کیفیت کسی بھی معیشت کا بنیادی ہدف تصور کی جاتی ہے، کیونکہ اس سے افراد کو معاشی تحفظ، کاروباری اداروں کو سرمایہ کاری کے مواقع اور حکومت کو پالیسی سازی و ترقیاتی منصوبہ بندی کے لیے ساز گار ماحول میسر آتا ہے یوں معاشی استحکام نہ صرف قومی معیشت کی مضبوطی کو یقینی بناتا ہے بلکہ سماجی فلاح اور ریاستی استحکام کے فروغ میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

چرڈ ٹی فروین اپنی کتاب میکرو اکنامکس(Macroeconomics) کے نویں ایڈیشن میں معاشی استحکام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"The ability of an economy to avoid or minimize fluctuations in output, employment, and prices-"[1]

معیشت کی یہ صلاحیت کہ وہ پیداوار، روزگار اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے بچ سکے یا اس ے کم سے کم سطح تک محدود رکھ سکے۔

1.Froyen, Richard T. Macroeconomics, 9th ed. Pearson, 2017, p67

فروین اس نظریہ کی وضاحت میں مزید لکھتا ہے کہ معاشی استحکام نہ صرف اقتصادی ایجنٹوں کو طویل المدتی منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کے فیصلوں کے لیے ایک پیشگی اور قابل اعتماد ماحول فراہم کرتا ہے بلکہ اسے جدید معیشتوں کا ایک اساسی اور ناگریز مقصد بھی قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ یہ صارفین اور کاروباری طبقے کے اعتماد کو تقویت دے کر پائیدار اور ہمہ جہتی اقتصادی نمو کے تسلسل کو یقینی بناتا ہے۔[2]

N. Gregory Mankiw کی کتاب Principles of Macroeconomics میں ایڈیشن کے ساتویں حصے میں لکھتا ہے:

"Economic stability is a macroeconomic goal that is achieved through the management of inflation, unemployment and economic growth."[3]

معاشی استحکام دراصل میکرو اکنامک[4] کا ایک بنیادی ہدف ہے، جو افراط زر، بے روزگاری، اور مجموعی معاشی نظم و نسق کے مؤثر انتظام کے ذریعہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مصنف کے مطابق مستحکم معاشی ترقی نہ صرف روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور قومی آمدنی میں اضافہ کرنے میں مدد دیتی ہے بلکہ غربت میں کمی اور معیار زندگی کو بہتر بنانے میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ مزید برآں، وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ قیمتوں کا استحکام، جو افراط زر پر مؤثر قابو پانے سے ممکن ہوتا ہے، پیسے کی قدر کو مستحکم اور پیش گوئی کے قبل بناتا ہے۔ یہ استحکام معاشی سرگرمیوں کے لیے ایک مضبوط اور پائیدار بنیاد فراہم کرتا ہے۔[5]

مندرجہ بالا تعریفات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ معاشی استحکام ہر ایک معیشت کے لیے ایک ناگریز ہدف ہے، کیونکہ یہ کاروباری اداروں، افراد اور حکومتوں کو طویل المدتی منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کے لیے ساز گار ماحول فراہم کرتا ہے۔ معاشی استحکام کے حصول کے لیے افراط زر بے روزگاری اور معاشی نمو کے مابین ایک متوازن، منظم اور پائیدار انتظام ناگریز حیثیت رکھتا ہے، جو کسی بھی معیشت کی ترقی اور خوشحالی کی ضمانت ہے۔

پاکستان کی معیشت کے تاریخی پس منظر

[2].ibid

[3].Mankiw, N. Gregory. Principles of Macroeconomics, 7th ed, cengage Learning, 2014,p57

[4]۔ میکرو اکنامک معاشیات کی ایک بنیادی شاخ ہے جو انفرادی منڈیوں یا اداروں کی بجائے معیشت کے مجموعی رویے، کارکردگی اور ساخت کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس میں قومی آمدنی، مجموعی پیداوار، افراط زر، روزگار اور بین الاقوامی تجارت جیسے کلیدی اقتصادی مغیرات کا تجزیہ شامل ہے۔ میکرو اکنامک تجزیے کا مقصد ان عوامل کی نشاندہی اور فہم حاصل کرنا ہے جو کسی ملک یا خطے میں معاشی سرگرمیوں کی سطح اور شرح نمو کو متعین کرتے ہیں مزید برآں یہ اس امر کا جائزہ لیتا ہے کہ حکومتی پالیسیوں، بین الاقوامی تجارت، تکنیکی ترقی اور دیگر داخلی و خارجی عوامل میں تبدیلیاں مجموعی معیشت پر کسی نوعیت کے اثرات مرتب کرتی ہے۔

[5]. Mankiw, N. Gregory. Principles of Macroeconomics, p57

پاکستانی معیشت نے 1947ء میں آزادی کے بعد سے متعدد اہم تبدیلیوں اور تجربات کا سامنا کیا ہے۔ موجودہ دور میں پاکستان کو ایک ترقی پذیر ملک تصور کیا جاتا ہے، جس کی معیشت کا انحصار بنیادی طور پر زرعی شعبے اور ٹیکسٹائل صنعت پر ہے ہام گزشتہ دہائیوں کے دوران ملکی معیشت کو مختلف داخلی اور خارجی عوامل کے نتیجے میں نمایاں اتار چڑھاؤ اور چیلنجز کا سامنا رہا ہے جو اس کی ترقی کی رفتار پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

1960ء کی دہائی میں حکومتی صنعت کاری پالیسیوں کے باعث پاکستان نے درآمدی متبادل اور بنیادی صنعتوں کی ترقی سے اقتصادی ترقی حاصل کی، مگر یہ ترقی غیر پائیدار ثابت ہوئی اور 1970ء کی دہائی میں ادائیگیوں کے توازن کے بحران کا سبب بنی۔[6] 1980ء کی دہائی میں پاکستان کو افغانستان میں سویت یونین کے خلاف امریکی قیادت میں قائل اتحاد کی حمایت کے نتیجے میں قابل ذکر غیر ملکی امداد حاصل ہوئی، جس نے قلیل مدت میں معیشت کا استحکام فراہم کیا۔ تاہم اس امداد پر انحصار نے بیرونی قرضوں کے حجم میں نمایا اضافہ کیا اور معیشت کو طویل المدتی طور پر خارجی مالی وسائل پر انحصار کی راہ پر ڈال دیا جس کے اثرات بعد کے عشروں میں محسوس کیے گئے۔[7]

1990ء کی دہائی میں پاکستان نے معاشی لبرلائزیشن کی پالیسیوں کو اپنایا، جن کا مقصد ریاستی کردار کو محدود کر کے نجی شعبے کی فعالیت کو بڑھانا اور معیشت کو زیادہ مسابقتی بنانا تھا۔ ان پالیسیوں نے اگرچہ معاشی ڈھانچے میں کچھ مثبت تبدیلیوں کو جنم دیا، تاہم ان کے نتیجے میں معاشرتی عدم مساوات اور بے روزگاری کی شرح میں اضافہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔[8] اس کے بعد 2000ء کی دہائی کے دوران پاکستان نے سروس سیکٹر ، بلخصوص ٹیلی کمیونیکیشن اور مالیاتی شعبوں میں نمایاں ترقی حاصل کی، جس سے اقتصادی نمو میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ تاہم 2008ء کے عالمی مالیاتی بحران نے اس ترقی کے تسلسل کو متاثر کیا اور معیشت کو نئے چیلنجز سے دوچار کر دیا۔[9]

گزشتہ ڈیڑھ دہائی میں پاکستان کو متواتر ایسے معاشی چیلجوں کا سامنا رہا جو اس پائیدار ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بنے۔ ان چیلنجوں میں بلند افراط زر، بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ، اور غیر پائیدار قرضوں کا خصوصی دباؤ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کووڈ-19 کی عالمی وبا نے ان مسائل کو مزید سنگین کر دیا، جس کے نتیجے میں سال 2020ے دوران قومی معیشت غیر معمولی بحران سے دوچار ہوئی اور شرح نمو میں نمایا کمی واقع ہوئی۔[10] پاکستان کی اٹھہتر سالہ تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ بلخصوص گزشتہ ایک دہائی، اور خصوصا اس کے آخری پانچ سال سیاسی، سماجی اور معاشرتی عدم استحکام کا شکار رہے ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق اپریل 2022ء میں ملک کا مجموعی قرضہ 599،58 ارب روپے تھا جو ایک سال کے اندر بڑھ کر اپریل 2023ء میں 505،63 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ اس عرصے میں تقریبا 4906 ارب روپے کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ مزید برآں اسی مدت میں بیرونی قرضے 550،2 ارب تک پہنچ گئے، جبکہ اندرونی قرضوں میں 202،3 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جس کے بعد ان کا مجموعی حجم 299،55 ارب روپے ہو گیا۔ یہ اعداد و شمار پاکستان کی معیشت کو درپیش سنگین مالی چیلنجز کی نشاندہی کرتے ہیں۔[11]

6.Ghulam, y. the political economy of Pakistan: a historical analysis journal of political studies,2017, p101-102

7. Ali, & Malik, M.an overview of Pakistan's economy: from a historical perspective to a future – oriented approach. International journal of business and management review,2018, 5(5), p46

8.Khan, the economy of Pakistan: Past, Present and future prospects .international journal of economies and financial issues, 2019,9(1), p 1

9 .Malik, s. j. Pakistan economy :Growth, development and sustainability, journal of business strategies, 2018,12(1), p13

10.World Bank. (2021). Pakistan. Retrieved from https://data.worldbank.org/country/pakistan .

11۔ انیس احمد، پروفیسر، معاشرتی و معاشی عدم استحکام اور حل، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، ستمبر 2023ء، شمارہ 5، ص 5

پاکستانی معیشت نے گزشتہ دہائیوں کے دوران ایسے نمایاں تغیرات کا سامنا کیا ہے، جو داخلی اور خارجی وامل کے باہمی اثرات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اگرچہ ملک نے ترقی اور پیش رفت کے متعدد ادوار کا تجربہ کیا تاہم اس کی معیشت کو اب بھی مختلف النوع معاشی چیلنجز کا سامنا ہے جو اس کی پائیدار ترقی کی راہ میں اہم رکاوٹ سمجھے جاتے ہیں۔

پاکستانی معیشت کی حالیہ کیفیت اور محرکات کا جائزہ

پاکستان کی موجودہ صورتحال انتہائی پیچیدہ اور کثیر الجہتی ہے جو بیک وقت متعدد سنگین چیلنجز کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ان میں بلند شرح مہنگائی، کرنٹ اکاؤنٹ کا بڑھتا ہوا خسارہ، زرمبادلہ کے محدود ذخائر بیرونی واندرونی قرضوں کا بھاری بوجھ اور مجموعی طور پر اقتصادی نمو کی سست رفتاری شامل ہیں ان مسائل کی جڑ بنیادی طور پر برآمدات اور درآمدات کے درمیان پائے جانے والے ساختی عدم توازن میں مضمر ہے۔ پاکستان اپنی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے تیل، مشنری اور دیگر بنیادی اشیاء کی درآمد پر غیر معمولی انحصار کرتا ہے۔ جب کہ اس کی برآمدات زیادہ تر ٹیکسٹائل اور زرعی اجناس تک محدود ہیں۔ اس عدم توازن کے نتیجے میں کرنٹ اکاؤنٹ کا خسارہ مستقل طور پر بڑھ رہا ہے جس نے زرمبادلہ کے زخائر پر شدید دباؤ ڈالا ہے اور بالآخر ملکی کرنسی کی قدر میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے یہ صورت حال نہ صرف قلیل المدتی معاشی استحکام کے لیے خطرہ ہے بلکہ طویل المدتی ترقیاتی اہداف کے حصول میں بھی بڑی رکاوٹ بن رہی ہے۔

پاکستان کو درپیش معاشی مشکلات میں کمزور ٹیکس وصولی ایک بنیادی اور دیرینہ مسئلہ ہے۔ ملک خطے میں ٹیکس برائے جی ڈی پی کے سب سے کم تناسب کا حامل ہے، جس نے حکومتی مالی گنجائش کو محدود کر دیا ہے۔ اس صورتحال کے باعث ریاست بنیادی ڈھانچے کی ترقی، سماجی خدمات کی فراہمی اور انسانی وسائل کی بہتری جیسے اہم شعبوں خاطر خواہ سرمایہ کاری کرنے سے قاصر ہے۔ مزید برآں پاکستان کا ٹیکس کا نظام ساختی کمزوریوں، شفافیت کے فقدان اور انتظامی نااہلی سے دوچار ہے۔ یہی عوامل بڑے پیمانے پر ٹیکس چوری، بدعنوانی اور محصولات میں کمی کا باعث بنتے ہیں نتیجتاً معیشت کا باضابطہ اور غیر رسمی شعبہ عدم توازن کا شکار ہے، جس سے نہ صرف مالیاتی خسارہ بڑھتا ہے بلکہ معاشی استحکام اور ترقی کے اہداف بھی شدید متاثر ہوتے ہیں۔

پاکستان کی معیشت محض داخلی ساختی مسائل تک محدود نہیں، بلکہ اسے سیاسی عدم استحکام، سکیورٹی چیلنجز اور ناقص طرز حکمرانی جیسے عوامل نے بھی نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ جیسا کہ متعدد مطا،عات میں واضح کیا گیا ہے، معاشی عدم استحکام غیر یقینی صورت حال سرمایہ کاری کے رجحانا کو منفی طور پر متاثر کرتی ہے اور بیرونی سرمایہ کاروں کے اعتماد کو متزلزل کرتی ہے۔ اس منظر میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ایک تسلسل کے ساتھ مشاہدہ کی گئی ہے جو معاشی نمو کے لیے ناگریز ہے۔ ان پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے حکومت پاکستان کو ایک جامع اصلاحاتی ایجنڈہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ایجنڈے میں ٹیکس وصولی کے مؤثر نظام کی تشکیل، کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کو کم کرنے کی حکمت عملی ،افراط زر پر قابو پانے کے اقدامات اور برآمدات کے تنوع کو فروغ دینے جیسے اقدامات شامل ہیں۔

اسلامی اقدار و اصولوں کی روشنی میں معاشی پالیسی و معاشی استحکام

اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر نظام حیات ہے جو نہ صرف انفرادی اور اجتماعی، اخلاقی و روحانی پہلوؤں کی رہنمائی کرتا ہے بلکہ معاشی، سماجی ااور معاشرتی شعبوں میں بھی واضح اصول فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات افراد، خاندانوں اور معاشروں کو عدل، مساوات اور دیانت داری کی بنیاد پر اقتصادی ترقی اور دیرپا استحکام کی طرف رہنمائی کرتا ہے تاکہ ایک متوازن اور منصفانہ معاشی نظام تشکیل پاسکے۔ اسلام کے معاشی ڈھانچے

کا بنیادی ستون زکوۃ ہے، جو مالی عبادت اور سماجی فلاح کا اہم ذریعہ ہے یہ فریضہ ان مسلمانوں پر لازم ہے کو اس کی ادئیگی کی استطاعت رکھتے ہیں ، تاکہ معاشرے میں دولت کی منسفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جاسکے۔ زکوۃ نہ صرف غربت کے خاتمے اور معاشی تفاوت کو کم کرنے میں مؤثر کرادار ادا کرتی ہے بلکہ سماجی یکجہتی اور اجتماعی ذمہ داری کے احساس کو بھی تقویت بخشتی ہے۔ قرآن مجید برہان رشید میں زکوۃ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[12]

ترجمہ: اور قائم کرو نماز اور زکوۃ کی ادئیگی کرو اور جو نیکی تم کروگے اگلے جہاں میں اس کو اپنے لیے پاؤگے، اللہ تمہارے سارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے زکوۃ اور صدقہ کی اہمیت پر بار ہا زور دیتے ہوئے مسلمانوں کو فیاضی اور دل کھول کر دینے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ۔[13]

ترجمہ: صدقہ دینے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

یہ حدیث اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ صدقہ نہ صرف فرد کے مال میں برکت کا باعث بنتا ہے بلکہ ضرورت مندوں میں وسائل کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دے کر معاشرتی ہم آہنگی اور اقتصادی ترقی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات انسانی سرمائے کی ترقی میں علم اور مہارتوں کے فروغ کو مرکزی حیثیت دیتی ہے جو معاشی نمو اور استحکام کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْماً[14]

اور کہیں اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علم کا حصول انسانی ارتقاء اور معاشرتی فلاح کا لازمی جزو ہے۔ اسی طرح، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ[15]

فرض ہے ہر مسلمان پر علم کا حصول۔

آقا ﷺ کا قول اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ تعلیم وتربیت کی ہمہ گیر اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، ان نصوص سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ تعلیم نہ صرف فرد کی صلاحیتوں کو نکھارتی ہے بلکہ اجتماعی طور پر معاشی ترقی، سماجی انصاف اور پائیدار ترقی کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام معیشت کی ترقی کے لیے تجارت اور کاروباری سرگرمیوں کو نہایت اہمیت دیتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْباطِلِ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ تِجارَةً عَنْ تَراضٍ مِنْكُمْ[16]

---

[12]۔ القرآن 110:2

[13]۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (م279)، سنن ترمذی، باب ماجاء فی التواضع، رقم الحدیث 2029، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء، ج4، ص367

[14]۔ طٰہٰ 114:20

[15]۔ قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، رقم الحدیث 224، دار إحیاء الکتب العربیۃ، س۔ن، ج1، ص81

[16]۔ النساء 29:4

اے ایمان والو! نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال ناحق مگر آپس کی رضامندی سے تجارت کرو۔

آیت مبارکہ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ کاروباری لین دین میں شفافیت اور رضامندی کی اہمیت کتنی زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی ایک تاجر تھے اور آپ ﷺ کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ایک کامیاب تاجرہ تھیں۔[17] جو اسلام میں تجارت کے تصور کو اجاگر کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ۔[18]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر بروز قیامت نبیوں، سچوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

آقا ﷺ کا یہ فرمان ذیشان ایک ایسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دیانت اور امانت پر مبنی کاروباری رویے نہ صرف اخلاقی برتری اذریعہ ہیں بلکہ معاشی ترقی، سماجی اعتماد اور پائیدار استحکام کے لیے بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز[19] کے تجارتی مراکز کے طور پر معروف تھے جب اسلام کو بام عروج ملا تو بعض لوگوں کو خیال آیا کہ ایام حج کے دوران ان بازاروں میں تجارت کرنا گناہ ہے تو اس موقع پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ[20]

نہیں کوئی حرج تم پر اس بات میں کہ (ایام حج) میں اللہ کا فضل تلاش کرو

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ ایام حج میں تجار اور کسب معاش کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرنے کے مترادف ہے اس طرح اسلام نے حج کے دوران بھی معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہ اصول متعین کیا کہ دین اور دنیاوی ضروریات باہم متصادم نہیں بلکہ ایک دوسرے کا تکملہ ہیں۔ اسلامی مالیات، جو شریعت مطہرہ کے اصولوں پر مبنی ہے معیشت میں ترقی اور طویل المدتی استحکام کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اس نظام کی بنیاد اخلاقی اور ذمہ دارانہ سرمایہ کاری کے طریقوں پر ہے جو معاشی شفافیت، انصاف اور پائیدار کو یقینی بناتے ہیں۔ اسلام میں سود کی ممانعت اس مالیاتی ڈھانچے کا بنیادی جزو ہے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ،وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ،وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،قَالُوا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ،أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ،عَنْ جَابِرٍ، قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا،وَمُؤْكِلَهُ،وَكَاتِبَهُ،وَشَاهِدَيْهِ،وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔[21]

اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سود لکھنے والے اور کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا یہ سب برابر ہیں۔

یہ حدیث نہ صرف سودی لین دین کے خاتمے کی اہمیت کو اجگر کرتی ہے بلکہ یہ بھی واضح کرتی ہے کہ مالیاتی نظام کو ایسے اصولوں پر استوار ہونا چاہیے جو معاشرتی انصاف اور اخلاقی ذمہ داری کو یقینی بنائیں۔ اسلام دولت کے ارتکاز کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور اس کی منصفانہ تقسیم پر زور دیتا ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

17۔ سیوہاروی، حفیظ الرحمٰن، نور البصر فی سیرۃ خیر البشر، رحیمیہ مطبوعات، لاہور، 2011ء، ص72

18۔ سمرقندی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، باب فِي التَّاجِرِ الصَّدُوقِ، رقم الحدیث 2581، دار المغني للنشر والتوزیع، المملكة العربية السعودية، 2000ء، ج3، ص1653

19۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، بیروت، مکتبۃ المعارف، 1409ھ، ج3، ص41

20۔ البقرۃ 198:2

21۔ قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب لعن آکل الربا و مؤکلہ، رقم الحدیث 1598، دار احیاء التراث، العربی، س۔ن، ج3، ص1219

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ۔[22]

اور محروم نہ کرو سائل کو اور وہ جو خاموش رہتے ہیں ان کو مال سے دو۔

یہ آیت سماجی بہبود کے تصور کو مضبوط کرتی ہے اور اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ معاشی وسائل کو ضرورت مند طبقات تک پہنچائے جائیں تاکہ معاشرتی عدم مساوات کو کم کیا جاسکے۔ اسلامی مالیاتی اصول، بشمول زکوۃ، صدقات، تجارت کی حوصلہ افزائی اور سرمایہ کاری میں اخلاقی ضابطے ایک ایسا معاشی فریم ورک تشکیل دیتے ہیں جو پائیدار ترقی اور معاشی استحکام کے لیے موزوں ہے۔ قرآن اور سیرت النبی ﷺ میں موجود رہنمائی مسلم معاشروں کو ایک ہمہ جہت نظام فراہم کرتی ہے جو بیک وقت سماجی انصاف، مساوات اور اقتصادی خوشحالی کو فروغ دیتا ہے۔

معاشی استحکام اور نبوی تعلیمات کا باہمی تعلق

نبوی تعلیمات کا مطالعہ معاشی نظام کی تشکیل اور اور اس کے عملی و اخلاقی پہلوؤں کے لیے نہایت اہم ہے کیونکہ یہ ابتدائی مسلم معاشرے کے اس منصفانہ اقتصادی دھانچے کی واضح تصویر پیش کرتا ہے کو سماجی انصاف، مساوات، ہمدردی اور اجتماعی فلاح کے اصولوں پر قائم تھا۔ اس نظام کا مرکزی ستون زکوۃ تھا۔ جو صاحب استطاعت پر لازم کرکے دولت کی منصفانہ تقسیم غربت کے خاتمے اور سماجی بہبود کو یقینی بناتا تھا۔ نبوی تعلیمات نہ صرف مالی لین دین میں دیانت، شفافیت اور ذمہ داری کی تعلیم دیتی ہے بلکہ تعلیم، ہنر مندی اور انسانی سرمائے کی ترقی کو معاشی استحکام کا بنیادی ذریعہ قرار دیتی ہے آپ ﷺ کی تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ پائیدار معیشت کی بنیاد اخلاقی اصولوں عادلانہ تقسیم وسائل اور افراد کی فکری و فنی تربیت پر ہے۔ یہ رہنما اصول آج کے معاشی چیلنجز میں بھی ایک جامع، پائیدار اور اخلاقی اقتصادی ماڈل فراہم کرتے ہیں۔[23]

معاشی عدم استحکام کا لائحہ عمل نبوی تعلیمات کی روشنی میں

نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ اور تعلیمات دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے محض روحانی و اخلاقی رہنمائی کا سرچشمہ نہیں بلکہ معاشی و مالیاتی نظام کے اصول وضع کرنے میں بھی ایک ہمہ گیر ماڈل فراہم کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی ہدایات نے معاشی استحکام، عدل و انصاف اور منصفانہ معاشی ڈھانچے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا، جس نے اسلامی معاشی فکر کی نظریاتی بنیادیں استوار کیں، معاصر معاشی تحقیق اس حقیقت کی تائید کرتی ہے کہ معاشی استحکام اور عدل و انصاف میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے اور یہی نکتہ سیرت النبی ﷺ کا مرکزی پہلو ہے۔ آپ ﷺ نے ہر فرد کے لیے خواہ اس کی سماجی یا مالی حیثیت کچھ بھی ہو، مساوی اور منصفانہ برتاؤ پر زور دیا، اور تجارت و لین دین میں شفافیت، دیانت داری اور باہمی رضامندی کو عملی طور پر لوگوں کے سامنے کرکے دکھایا۔ اسلامی معاشی نظریہ جس کی جڑیں نبوی تعلیمات میں پیوست ہیں، سماجی انصاف کے قیام، دولت عادلانہ کی تقسیم اور سودی نظام کے مکمل اخراج کو ایک پائیدار معیشت کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔[24]

---

[22]۔ الذاریات 51:19

[23]۔ ابن اسحاق، محمد، دی لائف آف محمد (مترجم: جیو لیم) آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، 2004ء، ص 98

[24]۔ محمد شفیع، مفتی، اسلام کا نظام تقسیم دولت، دارالاشاعت کراچی، س۔ن، ص 21

نبوی تعلیمات میں صدقہ وخیرات کی ترغیب ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہے کو نہ صرف انفرادی روحانی تربیت کا ذریعہ ہے بلکہ معاشی استحکام کے فروغ اور غربت کے خاتمے کے لیے ایک مؤثر حکمت عملی بھی ہے۔ آقا ﷺ نے امت کو معاشرے کے غریب، کمزور اور محروم طبقات کی کفالت پر زور دیتے ہوئے صدقہ زکوۃ دیگر رفاہی اقدامات کو اجتماعی فلاح کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ یہ سماجی بہبود اسلامی معیشت کے نظریاتی ڈھانچے کی تشکیل میں کلیدی کردار رکھتا ہے۔ اس تناظر میں اسلامی مالیاتی ادارے، نبوی تعلیمات کی روشنی میں متنوع سماجی خدمات فراہم کرتی ہیں جن میں سود سے پاک قرضوں کی فراہمی، زکوۃ کی مؤثر تقسیم اور غرباء ومساکین کی کفالت جیسی سہولیات شامل ہیں۔ دولت کی منصفانہ تقسیم تصور کے تحت اسلام کے معاشی نظام میں دولت کی مسلسل گردش کو برقرار رکھنے کے لیے دو بنیادی نوعیت کے اقدامات تجویز کیے ہیں، یہ اقدامات نہ صرف معیشت میں دولت کی عادلانہ گردش کو یقینی بناتے ہیں بلکہ معاشرتی یکجہتی اور پائیدار اقتصادی ترقی کے فروغ کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔[25]

پاکستان میں معاشی عدم استحکام کے لیے لائحہ عمل

پاکستان کے پالیسی ساشوں کے لیے معاشی استحکام کو یقینی بنانا ایک بنیادی قومی ترجیح ہے جس کے حصول کے لیے مؤثر، مربوط اور دیرپا عملی اقدامات یہ ہیں:

محصولات کے نظام میں بہتری:

دیگر علاقائی ممالک کت مقابلے میں پاکستان کا ٹیکس سے جی ڈی پی کا تناسب خاصا کم ہے، جو قومی محصولات میں اضافے کی وافر صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے ورلڈ بینک کی تحقیق کے مطابق، موثر ٹیکس ایڈمنسٹریشن، غیر ضروری ٹیکس مراعات کے خاتمے اور ٹیکس نیٹ کی توسیع کے ذریعے پاکستان اپنی ریونیویس کو نمایاں طور ہر مضبوط کر سکتا ہے جو پائیدار معاشی استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔[26]

غیر ملکی سرمایہ کاری کے فروغ کے لیے لائحہ عمل

غیر ملکی سرمایہ کاری پاکستان میں پیداوی صلاحیت کے فروغ، برآمدات کے تنوع، ٹیکنالوجی ومہارت کی منتقلی اور معیاری روزگار کی تخلیق کے ذریعے پائیدار معاشی نمو کا ایک اہم محرک بن سکتی ہے۔ تحقیقی شواہد بتاتے ہیں کہ نہ صرف کل سرمایہ کاری میں اضافہ کرتی ہے بلکہ مقامی اداروں میں مسابقاور کارپوریٹ گورننس کے معیارات کو بھی بہتر بناتی ہے۔ اس مقصد کے لیے حکومتی پالیسیوں کا محور "کاروبار کرنے میں آسانی اور پالیسی کے تسلسل پر ہونا چاہیے تاکہ سرمایہ کاروں کو ریگولیٹری غیر یقینی صورتحال کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی سفارشات بھی زور دیتی ہیں کہ حکومت کاروباری ماحول کو بہتر بنانے اور سرمایہ کاری کی راہ میں حائل بلند رکاوٹوں کو ترجیحی بنیادوں پر کم کرے، خاص طور پر اجازت ناموں، ٹیکس انتظام، اور سرحدی تجارت کے طریقہ کار میں۔[27]

تجارتی خسارے میں کمی کے اقدامات

[25]۔ قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، اقتصادیات اسلام (تشکیل جدید)، منہاج القرآن پرنٹر، لاہور، 2007ء، ص768

[26]۔ محمد ارشد، ڈاکٹر، فلاحی ریاست کے استحکام میں ٹیکس کا کردار اور عصری تقاضے شریعت اسلامیہ کے تناظر میں، الوفاق، جون 2021ء، ج4، شمارہ 1، ص9

[27] -International Monterey Fund ,Pakistan, Article IV Consultation, 2020

پچھلے چند ایک سالوں میں پاکستان کو بڑے تجارتی خسارے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے زر مبادلہ ذخائر پر بوجھ پڑا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق، درآمدات کے فروگ، درآمدی متبادل اور ترسیلات زر کے عمل کو بہتر بنا کر اس کی کمی کو مزید مستحکم کیا جا سکتا ہے۔

توانائی کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی

پاکستان کا توانائی کا شعبہ ناکافی انفراسٹرکچر کے باعث بجلی کی بندش اور بلند قیمتوں جیسے مسائل کا شکار ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کے مطابق، نیو پاور پلانٹس کی تعمیر اور ٹرانسمیشن و ڈسٹری بیوشن نظام کی اپگریڈیشن جیسے اقدامت سے بجلی کی قلت کم اور ملکی معاشی کارگردگی بہتر ہو سکتی ہے۔

زرعی پیداوار اور استعداد میں اضافہ

زراعت پاکستان کی معیشت کا بنیادی اور کلیدی شعبہ ہے جو قومی آمدنی اور افرادی قوت کے بڑے حصے کا براہ راست سہارا ہے۔ اس شعبے کی پیداواری صلاحیت میں مؤثر اضافہ کے لیے حکومت جدید و مؤثر آبپاشی نظام کی توسیع، زرعی زمین قرضوں تک آسان اور منصفانہ رسائی اور سائنسی جدوجہد اور کاشت کاری کے طریقوں کو فروغ جیسے اقدامات بروئے کار لا سکتی ہے۔ اقوام متحدہ کے فوڈ اینڈ ایگری کلچر آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق، زرعی پیداوار میں مؤثر سرمایہ کاری نہ صرف زرعی پیداوار میں نمایاں اضافہ کا موجب بن سکتی ہے بلکہ غربت کے خاتمے، دیہی معیشت کی بحالی اور پائیدار غذائی تحفظ کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔[28]

نبوی تعلیمات کی روشنی میں معاشی عدم استحکام کا لائحہ عمل

مقالے کے مرکزی موضوع کے مطابق ابتدائی مباحث کے بعد ایسے عملی اقدامات بیان کیے جائیں گے جن پر مخلصانہ عمل درآمد کے ذریعہ سے وطن عزیز کو معاشی استحکام کی راہ پر گامزن کیا جا سکتا ہے۔

معاشی و مالی انتظام میں استحکام

اسلامی تعلیمات میں مالی نظم و ضبط کو معاشرتی اور مالی استحکام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں فضول خرچی، اسراف، اور غیر ضروری اخراجات کو سختی سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ عمل محض انفرادی سطح پر نقصان دہ نہیں بلکہ اجتماعی طور پر بھی معیشت میں بدنظمی اور عدم توزن پیدا کرتا ہے۔ اسلام نے واضح کیا ہے کہ ذاتی سرمائے اور محنت و حلال ذرائع سے کمائی گئی دولت کو بھی بے تحاشہ خرچ کرنا اعتدال کے منافی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور ناپسندیدہ فرمایا ہے تمہارے لیے تین چیزو کو بے فائدہ گفتگو، بے فضول سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا۔[29]

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ مال کا ضیاع محض انفرادی معاملہ نہیں ہے کو لوگ عوامی سرمائے یا سرکاری وسائل کو غیر ضروری مقامات صرف کرتے ہیں وہ نہ صرف اخلاقی بلکہ اقتصادی لحاظ سے بھی بدترین رویے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حکمرانوں اور منتظمین پر لازم ہے کہ وہ عوامی وسائل کو صرف ان ترجیحات میں استعمال کریں جہاں حقیقی ضرورت اور سب سے زیادہ فائدہ موجود ہو، ورنہ یہ اقدام قومی وسائل کے ضیاع

28

29۔ قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، رقم الحدیث 1715، دار احیاء التراث للعربی، بیروت، س۔ن، ج 3، ص 1340

کے مترادف ہو گا۔ حضور اکرم ﷺ نے اعتدال پر مبنی معاشی طرزِ عمل کو کامیاب زندگی کی ضمانت قرار دیا ہے، آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت ہے۔[30]

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اسراف کو ناپسند دیدہ اور میانہ روی کو باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ۔[31]

بے شک وہ شیطان کے بھائی ہیں جو فضول خرچی کرتے ہیں۔

معاشی بد حالی کے نتائج بھی نہایت سنگین ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا وقت قریب ہے غربت انسان کو کفر تک لے جائے۔[32] یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ معاشی بد حالی نہ صرف مادی زندگی کو متاثر کرتی ہے بلکہ روحانی اور اخلاقی انحطاط کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مالی نظم و ضبط صرف ذاتی کامیابی کا ذریعہ نہیں بن سکتی بلکہ معاشروں اور قومی خوشحالی کی بنیاد بھی ہے جب فرد اور ریاست دونوں سطحوں پر اعتدال، ترجیحات کی پاسداری اور وسائل کے درست استعمال کو اپنایا جائے تو ایک پائیدار اور مضبوط معیشت کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔

معاشی بدعنوانی کا انسداد

کسی بھی معاشی نظام کی بقا اور ترقی کا انحصار دیانت و امانت داری پر ہوتا ہے۔ جب ریاستی اداروں میں بد نیتی اور کرپشن فروغ پاتی ہے تو دولت کی منصفانہ تقسیم کا عمل رک جاتا ہے قومی وسائل ذاتی مفادات کی نظر ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً معاشی و سماجی عدم استحکام جنم لیتا ہے۔

اسلام نے مالی معاملات میں دیانت داری کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے واضح فرمایا کہ جو حکمران رعایا کے حقوق میں خیانت کرے اس پر جنت حرام کر دی جاتی ہے۔[33] اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ریاستی حکام اور قومی خزانے کے نگران صرف امین ہیں مالک نہیں۔ لہٰذا ان کے لا یے لازم ہے کہ وہ قومی وسائل کو اپنی ذاتی خواہشات یا ذاتی مفادات کے لیے استعمال نہ کریں بلکہ ان کو عوام کی ضرورت اور اجتماعی مفادات پر خرچ کریں۔[34] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی عہدہ دار قومی خزانے کے مالک نہیں ہوتے بلکہ امین ہوتے ہیں لہٰذا ان کے لیے لازمی ہے کہ وسائل کو عادلانہ طور پر بروئے کار لائیں۔

معاشی بدعنوانی کی صورتیں جیسے ٹینڈر میں بے ایمانی، خرید و فروخت میں دھوکہ اور عوامی سرمایہ کا ناجائز استعمال آج ہمارے معاشرے میں ایک سنگین چیلنج بن چکی ہے۔ اس کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی و سیاسی سطح پر جامع اصلاحاتی مہمات چلائی جائیں اور انفرادی و اجتماعی سطح پر دیانت و امانت کو اپنایا جائے۔

معاشی انصاف اور شفافیت

30۔ بیہقی، احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، رقم الحدیث 87، مکتبۃ الرشد والتوزیع، ریاض، 2003ء، ج 1، ص 128

31۔ الاسراء 27:17

32۔ طبرانی،، سلمان بن احمد بن ایوب، الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث 1048، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن، ج 1، ص 319

33۔ قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب استحاق الوالی الغاش، رقم الحدیث 142، ج 1، ص 125

34۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، السیاسیۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیہ، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، س۔ن، 193

دنیا کی اقوام کی حقیقی ترقی اور پائیدار استحکام کا سب سے بنیادی اصول عدل و انصاف ہے۔ یہ ایک ایسی ہمہ گیر قدر ہے جو نہ صرف مظلوم کو اس کا حق دلاتی ہے اور ظالم کو ظلم سے باز رکھتی ہے بلکہ معاشرتی نظم و نسق، سماجی اعتماد اور ریاستی استحکام کی بھی ضامن ہے۔ عدل ہی وہ اساس ہے جس پر افراد معاشرہ کو اکے بنیادی حقوق فراہم کیے جاتے ہیں اور ان کے جان مال اور عزت کی حفاظت ممکن ہوتی ہے جب کسی ریاست میں عدل کا بول بالا ہو تو وہاں سکون، اطمینان اور اجتماعی خوشحالی جنم لیتی ہے اور یہی خوشحالی ایک مضبوط اور ترقی یافتہ معیشت کی بنیاد بنتی ہے اسی لیے اسلام نے عدل و انصاف کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔

قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کو براہ راست یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کے درمیان اللہ کے احکام کے مطابق فیصلے کریں۔[35] رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں جو آج بھی دنیا کے قانونی و عدالتی نظام کے لیے رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جس طرح کہ حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ عرب میں سردار کے طور پر جانے جاتے تھے اسلامی ریاست مدنیہ کے معاونین کے میں بھی شمار ہوتے ہیں ان کی خدمات ریاستی استحکام کے لیے نہایت نمایاں تھیں۔ لیکن جب مغیرہ بن شعبہ اور بنو سلیم قبیلے کے لوگ ان کے خلاف شکایا لے کر آقا ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو آقا ﷺ نے دونوں مقدمات کے فیصلے حضرت صخر کے خلاف کیے۔ اور عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی تھا کہ فیصلہ محض سچائی اور حق کے مطابق ہو خواہ وہ کسی بڑے سردار یا حکومت کے خیر خواہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ دونوں فیصلے حضرت صخر کے خلاف ہونے کے باوجود انہوں نے بغیر کسی اعتراض کے دل و جان سے انہیں تسلیم کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر حیاء اور شرم کے سبب چہرہ انور پر ہلکی سرخی محسوس فرمائی۔[36] گویا کہ آقا ﷺ کو یہ خیال آیا ہو کہ ایک ایسے شخص کے خلاف فیصلہ ہوا جو حکومت مدینہ کے لیے غیر معمولی خدمات انجام دے چکا ہے مگر شریعت کے اصول نے کسی امتیاز کی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔ یہ واقعہ اسلام کے بلند معیار عدل و انصاف کا آئینہ دار ہے جسے اسلام نے بطور اصول قائم کیا۔ حضرت صخر نے بھی اپنی سماجی حیثیت کو شریعت کے فیصلے پر غالب نہ آنے دیا اور اس فیصلے کو پورے ایمان اور اعتماد کے ساتھ قبول کیا، یہ رویہ ان کے کامل ایمان اور اعلیٰ شعور کی علامت تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہو تو وہاں اطمینان اور اعتماد کی باہمی فضا پروان چڑھتی ہے۔ اس کے بر عکس جہاں عدل غائب ہو وہاں اضطراب اور ریاستی اداروں پر عدم اعتماد جنم لیتا ہے۔ جو بالآخر معاشی و معاشرتی زوال کا سبب بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عدل و انصاف کو محض قانونی تقاضہ نہیں بلکہ ماشرتی اور معاشی ترقی کی بنیاد قرار دیا ہے۔

رشوت ستانی کا خاتمہ

رشوت لینا اور دینا اسلام کی نظر میں کبیرہ گناہوں میں سے ہے اگرچہ زندگی میں ہر معاملے میں رشوت ممنوع ہے لیکن بالخصوص معاشی و اقتصادی معاملات میں اس کا شامل ہونا معاشرتی و ریاستی نظام کے لیے نہایت تباہ کن ہوتا ہے۔ وہ افراد جو مالی اور عدالتی امور میں رشوت کے ذریعے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں، در اصل نہ صرف وہ اپنی آخرت خراب کرتے ہیں بلکہ معاشرے میں بد اعتمادی، ناانصافی اور کرپشن کی راہیں بھی ہموار کرتے ہیں۔ اس بد عملی کے نتیجے میں انصاف کا توازن بگڑ جاتا ہے اور لوگ عدالتی و انتظامی نظام پر اعتماد کھو کر انتقامی اقدامات پر اتر آتے

[35] ۔ القرآن 48:5

[36] ۔ بیہقی، احمد بن حسین بن علی، سنن الکبریٰ، رقم الحدیث 18264، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، ج9، ص 192

ہیں، جو معاشرتی انتشار اور تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے رشوت کی سنگینی کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی لعنت ہو اس پر جو رشوت لے یا رشوت دے یا ان کے درمیان معاملہ کروائے۔[37]

غلط اور بے بنیاد دعوں کی روک تھام

جھوٹی مقدمہ بازی معاشرے کے امن وسکون اور معاشی استحکام کے لیے زہر قاتل ہے اس کے ذریعہ دوسروں کو تکلیف پہنچانا اور ان کا مال ہڑپ کرنا نہ صرف ظلم ہے بلکہ اجتماعی بدامنی اور معاشی عدم توازن کو جنم دیتا ہے۔ اسلام نے اس طرز عمل کی سختی سے مذمت کی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سنا کہ جو شخص اللہ کے کسی حکم میں رکاوٹ ڈالے، وہ اللہ کی مخالفت کرتا ہے، اور جو جان بوجھ کر ناحق مقدمہ بازی کرے وہ اس وقت تک اللہ کے غضب میں رہتا ہے جب تک اس سے باز نہ آجائے۔ اور جو کسی مومن پر ایسا الزام لگائے جو اس میں موجود نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے جہنمیوں کے نچوڑ سے بنے کیچڑ میں ڈالنے کا فیصلہ کریں گے جب تک وہ اپنی بات سے رجوع نہ کر لے۔[38]

وسائل کی منصفانہ تقسیم اور شہری برابری

پائیدار معاشی استحکام کے قیام کے لیے ریاستی مناصب اور ذمہ داریوں کی تقسیم میں عدل و مساوات کا نفاذ بنیادی اہمیت رکھتا ہے تمام اقوام اور برادریوں کو یکساں مواقع فراہم کرنا اس لیے ناگریز ہے کہ ذاتی مفادات، علاقائی تعصب یا برادری پستی معاشرتی اختلافات اور بد اعتمادی کو جنم دے کر معیشت کو کمزور بنا دیتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے رہاست مدینہ میں اسی اصول کو عملی شکل دی اگر کسی منصب پر مہاجر صحابی کو مقرر فرمایا جاتا تو اس کے مقابل کسی انصاری صحابی کو کو بھی اس جیسی کسی اور جگہ پر مامور کیا جاتا۔[39] تاکہ کسی کو حق تلفی یا محرومی کا احساس نہ ہو یہ عمل نہ صرف ریاستی نظام کو مستحکم کرتا ہے بلکہ معاشی استحکام کی بھی بنیادوں کو مضبوط کرتا ہے۔

انتظامیہ میں غیر ضروری مراعات کی تنسیخ

ملکی معیشت پر سب سے بڑا بوجھ سرکاری افسران کی وہ مراعات ہیں جن کے باعث قومی خزانہ بری طرح متاثر ہوتا ہے ایک غریب اپنی تمام ضرویا کے اخراجات خود برداشت کرتا ہے جبکہ افسران کو کئی بنیادی سہولتیں مفت ملتی ہیں۔ جنہیں فضول اور بے دردی سے استعمال کر کے ملکی معیشت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ ان غیر ضروری مراعات کو ختم یا کم سے کم سطح تک محدود کیا جائے اور قومی خزانے میں اعتدال اختیار کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اخراجات میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔[40] اور ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا جو اعتدال سے کام لیتا ہے۔[41] اسی طرح اشرافیہ کو دی گئی قیمتی سرکاری گاڑیوں، مفت پیٹرول اور ٹیکس چھوٹ جیسی سہولتوں کا خاتمہ کر کے تقریباً دو سو سے زائد ارب روپے بچائے جاسکتے ہیں۔ جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور ناجائز منافع خوروں کے خلاف عملی اقدامات سے اشیائے خورد ونوش کی قیمتوں میں بھی استحکام لایا جاسکتا ہے۔

37۔ عبسی، ابو بکر ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الآحادیث ولآثار، رقم الحدیث 21965، مکتب الرشد، الریاض، 1409ھ، ج4، ص444

38۔ شیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمر، رقم الحدیث 5385، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء، ج9، ص283

39۔ بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، رقم الحدیث 59، ناشر دار طوق النجاۃ، 1442ھ، ج1، ص21

40۔ بیہقی، احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، رقم الحدیث 87، ج1، ص128

41۔ بنکثی، ہیثم بن کلیب، المسند للشاشی، رقم الحدیث 714، مکتبہ العلوم و لحکم، مدینۃ المنورہ، 1410ھ، ج2، ص162

معاشی اعتدال اور قرض حسنہ کی فراہمی

رحمت عالم ﷺ معاشی پالیسیوں کا بنیادی پہلو یہ تھا کہ آپ ﷺ نے معاشرے سے سودی نظام اور سود پر مبنی قرضوں کو ختم کر کے ان کے متبادل کے طور پر قرض حسنہ کا تصور رائج فرمایا۔ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ضرورت مند مقروض کو مہلت دے یا اس کا کچھ بوجھ کم کر دے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سائے تلے پناہ عطا فرمائے گا جس اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔[42] ملک میں معاشی استحکام کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ عوام کو سہل شرائط پر بغیر سود قرض حسنہ کی سہولت فراہم کی جائے۔ اگر وکئی شخص بھو کہ یا کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ خود کشی یا بھیک مانگنے اور سخت سودی شرائط قبول کرنے کی بجائے حکومت کی طرف سے قرض حسنہ لے سکے تا کہ اسے مشکلات اور ذہنی دباؤ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اسلامی بینکاری کے دائرے کا فروغ

غیر سودی بینکاری، جسے اسلامی بینکاری بھی کہا جاتا ہے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشی استحکام کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی اساس قرآن حکیم کے واضح احکام[43] اور نبی محترم ﷺ کی تعلیمات پر ہیں جن میں سود ربا کو قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔[44] اسلامی بینکاری کا ڈھانچہ سودی لین دین سے اجتناب پر قائم ہے اور اس کے بجائے یہ شراکت داری، منافع و نقصان میں اشتراک، اخلاقی سرمایہ کاری اور حقیقی اثاثہ جات پر مبنی مالیاتی سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے۔ یہ نظام نہ صرف مالیاتی وسائل کی منصفانہ تقسیم کو ممکن بناتا ہے بلکہ سرمایہ کے مؤثر اور ذمہ دارانہ استعمال کو بھی یقینی بناتا ہے۔ اسلامی بینکاری میں قرض حسنہ، مضاربہ، مشارکہ، اجارہ، اور مرابحہ جیسے اصول استعمال ہوتے ہیں جو حقیقی معیشت سے جڑے رہنے اور غیر حقیقی یا قیاس آرائی پر مبنی لین دین سے اجتناب کو یقینی بناتے ہیں۔ نتیجتاً یہ نظام پائیدار ترقی، معاشی انصاف، سماجی مساوات اور معاشرتی فلاح کے فروغ کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح غیر سودی بینکاری محض ایک ایک مالیاتی ڈھانچہ نہیں بلکہ ایک ایسا معاشی نظریہ ہے جو اسلامی اصولوں کی روشنی میں انسانیت کو معاشی استحکام، انصاف اور پائیدار خوشحالی کی جانب رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

خلاصہ

اس تحقیق کے اختتام پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ پاکستان کی موجودہ معاشی صورتحال کے استحکام اور ترقی کے لیے نبوی تعلیمات سے رہنمائی لینا ناگزیر ہے۔ نبی کریم ﷺ کی معاشی حکمت عملیوں اور اصلاحات نے اس دور کی بگڑی ہوئی معیشت کو نہ صرف سہارا دیا بلکہ اسے پائیدار ترقی اور معاشی استحکام سے ہمکنا کیا۔ آپ ﷺ نے سود، اور ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری جیسے تباہ کن عوامل کا سد باب کرتے ہوئے تجارت، انصاف، مساوات اور خیر خواہی کی بنیاد پر ایسا معاشی ڈھانچہ تشکیل دیا جس نے اجتماعی خوشحالی اور عدل و قسط کو فروغ دیا نتیجتاً ایک معاشرہ وجود میں آیا جس میں اعتماد، شفافیت اور مساوات پر مبنی معیشت نے افراد کی ضروریا پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ریاستی سطح پر بھی معاشی استحکام کی ضمانت فراہم کی۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اگر پاکستان بھی اپنے معاشی نظام کو نبوی تعلیمات کی روشنی میں ڈھال لے تو موجودہ بحرانوں پر قابو پا کر ایک مضبوط، خود کفیل اور خوشحال ریاست کی تشکیل ممکن ہو سکتی ہے۔

---

[42]۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (م 279)، سنن ترمذی، باب ماجاء فی التواضع، رقم الحدیث 2029، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء، ج4، ص367

[43]۔ القرآن 275:2

[44]۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثانیہ عشرہ، دار الندوۃ الجدیدہ، بیروت، س۔ن، ج1، ص64

عہد نبوی ﷺ کی معیشت کی سب نمایاں خصوصیت اس کی اخلاقی بنیادیں تھیں۔ اس دور کی تمام معاشی سرگرمیوں میں امانت، دیانت، شفافیت اور عدل و انصاف کو بنیادی اصول کے طور پر اپنایا گیا۔ رسول رحمت ﷺ ہر اس معاشی طریقہ کار کو ممنوع قرار دیا جو فریب، دھوکہ دہی اور غیر اخلاقی رویوں پر مبنی ہو۔ انہی اصولوں کے نتیجے میں ایک ایسا معاشی نظام وجود میں آیا جس نے باہمی اعتماد، سماجی انصاف اور پائیدار معاشی استحکام کو یقینی بنایا۔

پاکستان کی موجودہ صورت حال میں بھی یہی اصول کلیدی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اگر قومی پالیسیوں اور کاروباری رویوں کو سیرت النبی ﷺ کی ان اخلاقی تعلیمات پر استوار کیا جائے تو کرپشن، بددیانتی، ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی جیسے مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے اس طرح نہ صرف عوامی اعتماد بحال ہوگا بلکہ معاشی استحکام اور اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکے گا۔

تجاویز

- پاکستان معاشی استحکام کے لائحہ عمل کے لیے تجاویز درج زیل ہیں۔
- بجٹ اور خسارے کو کم کرنے کے لیے غیر ضروری اخراجات ختم کیے جائیں۔ سرکاری اداروں میں کفایت شعاری اپنائی جائے اور فضول مراعات کو محدود کیا جائے۔ ٹیکس آمدنی کو بڑھانے کے لیے ٹیکس نیٹ میں زیادہ سے زیادہ افراد اور اداروں کو شامل کیا جائے۔
- اسلامی بینکاری کے دائرے کو مزید وسعت دی جائے تاکہ معیشت سود سے پاک ہو۔ قرض حسنہ اور شراکت داری پر مبنی اسکیموں کو فروغ دیا جائے تاکہ عام افراد اور چھوٹے کاروباری حضرات بھی ترقی کرسکیں۔
- کسانوں کو جدید ٹیکنالوجی اور سستی کھاد اور بیج فراہم کیے جائیں۔ زرعی ترقی اور پانی کے مؤثر استعمال کے منصوبے شروع کیے جائیں۔ زرعی اجناس کی برآمدات بڑھانے کے لیے حکومتی تعاون فراہم کیا جائے۔
- چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کو آسانی سے قرضے فراہم کیے جائیں۔، لکی مصنوعات کی عیار کو بہتر بناکر برآمدات بڑھائی جائیں۔ توانائی کے بحران پر قابو پاکر صنعتوں کو بلا رکاوٹ بجلی اور گیس مہیا کی جائے۔
- تعلیم اور فنی تربیت کے مواقع عام کیے جائیں تاکہ نوجوان جدید ہنر سیکھ سکیں۔ روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کے لیے سرمائی کاری کو فروغ دیا جائے۔ ہنرمند افرادی قوت کو بیرون ملک بھیجنے کے لیے سہولت فراہم کی جائے تاکہ زرمبادلہ ذخائر میں اضافہ ہو۔
- ادارون میں احتساب کا مضبوط نظام بنایا جائے تاکہ کالا دھن ختم ہو۔ رشوت اور سفارش کی حوصلہ شکنی کے لیے سخت سزائیں مقرر کی جائیں۔
- پن بجلی، ہوا اور شمسی توانائی کے منصوبے تیزی سے مکمل کیے جائیں۔ مقامی وسائل جیسے کوئلہ اور گیس کے ذخائر کو جدید ٹیکنالوجی سے بروئے کار لایا جائے۔ توانائی میں خود کفالت حاصل کرکے درآمدی بل کم کیا جائے۔
- ملکی مصنوعات کو عالمی معیار کے مطابق تیار کیا جائے۔ غیر ضروری درآمدات پر قابو پایا جائے اور مقامی مصنوعات کے استعمال کو فروغ دیا جائے۔ نئی منڈیاں تلاش کرکے برآمدات میں تنوع پیدا کیا جائے۔
- سڑکوں، ریل اور بندگاہوں کے نظام کو جدید بنایا جائے۔ ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کو فروغ دے کر ای۔ کامرس کو ترقی دی جائے۔
- معاشی پالیسیوں میں استحکام رکھا جائے تاکہ سرمایہ کار اعتماد کے ساتھ سرمایہ لگاسکیں۔ ہر حکومت اپنی پالیسیوں کو پچھلی حکومت کے منصوبوں سے جوڑ کر آگے بڑھائے۔